رسائل و مسائل

خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ

ملک غلام علی

سوال :- ایک مولوی صاحب زور شور سے اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ خودکشی کرنے والے کا جنازہ پڑھنا حرام ہے۔ وہ اس بات کا ہر جگہ چرچا کرتے ہیں۔ آپ سے خط وکتابت ہوئی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ آپ نے مختصر جواب دے کر ٹال دیا ہے کہ حدیث سے یہ ثبوت نہیں ملتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنے یا پڑھانے سے منع فرمایا ہو۔ آنحضورؐ نے خود نماز جنازہ نہیں پڑھائی یا یہ فرمایا ہے کہ میں تو نہیں پڑھاؤں گا۔ مگر وہ صاحب اسے جاہلانہ جواب کہتے ہیں اور خودکشی کرنے والے کے جنازے کو قطعی ناجائز اور ممنوع قرار دیتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ابوداؤد شریف، نسائی شریف، فتاویٰ عزیزیہ جلد اوّل۔ فتاویٰ نورالہدیٰ طحاوی، جامع الرموز، بلوغ المرام، اسلامیات، جماعت ہنم سب کتابوں میں خودکشی کے مرتکب کے جنازے کی اہمیت و ممانعت لکھی ہوئی ہے اور ان کے مصنف عدم جواز کے قائل ہیں۔ کشف الغمہ کا بھی حوالہ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ کتابیں نہیں دیکھیں یا پڑھ نہیں سکتے۔ براہ کرم اس کا مفصل جواب دیں کہ ایسے شخص کی نمازِ جنازہ جائز ہے یا نہیں اور جو شخص جنازہ پڑھے گا یا پڑھائے گا کیا وہ گناہگار ہوگا جیسا کہ مولوی صاحب کا فتویٰ ہے۔ ہماری تشویش اور یہ جھگڑا اس وقت تک ختم نہ ہوگا جب تک جواب وضاحت سے نہیں دیا جائے گا۔

جواب: خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا مسئلہ فقہاء ومحدثین کے مابین مختلف فیہ ہے اور فقہاء حنفیہ کا بھی اس میں باہمی اختلاف ہے۔ لیکن میرے نزدیک قابلِ ترجیح مسلک یہی ہے کہ ایسے شخص کے لیے نمازِ جنازہ جائز ہے لیکن اسلامی معاشرے کے ذی وجاہت اور سربرآوردہ لوگ چاہیں تو جنازے میں شریک نہ ہوں۔ اہلِ سنت کا اس پر اجماع ہے کہ مومن گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا۔ جو شخص دائرہ اسلام و ایمان سے خارج نہیں ہوتا، میرے نزدیک جس طرح اس کے لیے دعائے مغفرت جائز ہے اسی طرح نمازِ جنازہ بھی جائز ہے، کیونکہ نمازِ جنازہ بھی دعائے مغفرت ہی کی ایک شکل ہے۔ قرآن مجید میں صرف مشرکین کے لیے استغفار کی ممانعت ہے یا پھر عہد نبوی میں جس شخص کا نفاق بالکل کھلا ہوا تھا اور جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم دیا گیا تھا صرف ایسے منافق کی نمازِ جنازہ سے آپ کو روکا گیا تھا۔ دوسرے کسی گناہ گار یا خطاکار کا جنازہ اگر آنحضورؐ نے خود نہیں پڑھایا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض ایک زجر وتوبیخ کی صورت تھی اور اس کی نوعیت بھی بعض اوقات عارضی تھی۔ یہ مقصود نہیں تھا کہ اس خطا کے مرتکب کا جنازہ کوئی دوسرا شخص بھی نہ پڑھے، بلکہ بعض حالات میں آپ نے صحابۂ کرام کو اس کا جنازہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ اس کی ایک نمایاں مثال مقروض کا جنازہ ہے۔ جب کوئی صحابی فوت ہوتے تھے تو آپ دریافت فرماتے تھے کہ ان پر قرض تو نہیں۔ اگر ہوتا تھا تو آپ جنازہ پڑھانے سے اجتناب فرماتے تھے مگر دوسرے صحابہ کو پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔ بعد میں ایسا بھی ہوا کہ کوئی صاحب ادائیگی قرض کا ذمہ لیتے تھے یا بیت المال سے اس کا انتظام ہو جاتا تھا اور آنحضورؐ جنازہ پڑھا دیتے تھے۔

اسی طرح کا معاملہ خودکشی کرنے والے کا بھی ہے۔ میرے علم میں کوئی حدیث صحیح ایسی نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتلِ نفس کا جنازہ پڑھانے کی ممانعت فرمائی ہو اور ایسے شخص کو جنازہ پڑھائے بغیر دفن کر دیا گیا ہو۔ جس جرم کے مرتکب کا جنازہ پڑھانے کی آنحضورؐ نے اجازت مرحمت فرما دی ہے اور صحابہ کرام کی جماعت نے جس کا جنازہ پڑھا دیا ہے، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب اس کے جنازے کی عام ممانعت کس بنا پر جائز ہو سکتی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ بعض فقہا نے خودکشی کرنے والے اور بعض دوسرے کبائر کا ارتکاب کرنے والے کا جنازہ نہ پڑھنے فتویٰ دیا ہے لیکن میں اس کے علی الاطلاق انطباق کو صحیح نہیں سمجھتا اور اس معاملے میں امام ابن حزم کی رائے کو قابلِ ترجیح سمجھتا ہوں کہ بڑے سے بڑا گناہ گار بھی دعائے مغفرت اور جنازہ کا محتاج ومستحق ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا خودکشی کرنے والے کے متعلق اتنا ہی حدیث میں وارد ہے کہ آنحضورؐ

نے اس کا جنازہ نہیں پڑھایا۔ صحیح مسلم، ابواب الجنائز کے آخر میں حضرت جابرؓ بن سمرہ سے اس سلسلے میں درج ذیل روایت ہے:

اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل قتل نفسہ بمشاقص فلم یصل علیہ۔

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے تیر یا برچھے کے ذریعے سے خودکشی کر لی تھی تو آپ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھایا)۔

اس کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور امام اوزاعی کے نزدیک تو ایسے شخص کا جنازہ جائز نہیں، لیکن امام حسن بصری، امام نخعی، قتادہ، امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور اہل علم کی اکثریت کے نزدیک اس کا جنازہ پڑھایا جائے گا۔ اس حدیث کی وضاحت میں ان سب فقہا نے فرمایا ہے کہ آنحضورؐ کا جنازہ نہ پڑھانا فقط لوگوں کے لیے ایک تنبیہہ تھی کہ وہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کریں اور صحابہ کرامؓ نے اس شخص کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے بعد امام نووی نے وہی مقروض کی مثال دی ہے اور قاضی عیاض کا قول نقل کیا ہے کہ تمام کے تمام علما کا مسلک یہی ہے کہ ہر مسلمان کا جنازہ پڑھا جائے خواہ اس پر حد شرعی نافذ ہوئی ہو، رجم کیا گیا ہو یا اس نے خودکشی کی ہو۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز میں بھی اس مضمون کی ایک حدیث ہے اور اس میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک صرف اتنا ہی منقول ہے کہ میں اس شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھاؤں گا۔ اس حدیث کی شرح میں امام خطابی نے فرمایا کہ اکثر فقہا کا قول یہ ہے کہ ایسے شخص کا جنازہ پڑھایا جائے گا اور حافظ منذری کے نزدیک بھی آنحضورؐ کا نماز نہ پڑھانا لوگوں کو ڈرانے کے لیے تھا۔

سنن ترمذی، کتاب الجنائز میں بھی اس طرح کی ایک حدیث وارد ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

عن جابرؓ بن سمرۃ ان رجلا قتل نفسہ فلم یصل علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(حضرت جابرؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے خودکشی کر لی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ نہیں پڑھایا)

اس کی تشریح میں امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں اختلاف ہے۔ بعض کا مسلک یہ ہے کہ ہر مسلمان حتیٰ کہ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ بھی جائز ہے اور امام احمد کا قول یہ ہے کہ امام وحاکم تو جنازہ نہ پڑھائے لیکن دوسرے پڑھ لیں۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری نے اپنی شرح تحفۃ الاحوذی میں پہلے امام نووی کی مذکورہ بالا عبارت نقل کی ہے اور پھر امام شوکانی کا قول نیل الاوطار کے حوالے سے درج کیا ہے کہ امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور جمہور علما کے نزدیک فاسق کا جنازہ بھی جائز ہے۔ اور خودکشی کرنے والے

کا جنازہ اگرچہ آنحضورؐ نے نہیں پڑھایا مگر صحابہ کرام نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ہے اور اسی کی تائید سنن نسائی سے بھی ہوتی ہے کیونکہ آنحضورؐ کا صرف یہ ارشاد منقول ہے :

اما انا فلا اصلی علیہ — جہاں تک میرا تعلق ہے میں جنازہ نہیں پڑھاؤں گا۔

اس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تو جنازہ نہیں پڑھایا مگر صحابہ کرام کو فرض کفایہ ادا کرنے کی اجازت دے دی۔

جیسا کہ میں نے شروع ہی میں لکھا ہے کہ فقہائے حنفیہ کے اقوال بھی دونوں طرح کے پائے جاتے ہیں لیکن میرے نزدیک زیادہ صحیح اور قابل ترجیح قول جواز ہی کا ہے۔ در مختار میں ہے :

من قتل نفسہ ولو عمدًا یغسل ویصلی علیہ، بہ یفتی۔

(جس نے خودکشی کی خواہ جان بوجھ کر کی اُسے غسل دیا جائے گا اور اس کا جنازہ پڑھایا جائے گا، فتویٰ اسی پر ہے)

اس عبارت کی شرح کرتے ہوئے امام ابن عابدین رد المحتار میں فرماتے ہیں کہ جن علما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ نہ پڑھانے سے ممانعت کا استدلال کیا ہے، ان کے حق میں حدیث سے دلالت نہیں ملتی۔ حدیث میں محض یہ آیا ہے کہ آنحضورؐ نے جنازہ نہیں پڑھایا جس سے فہمائش مقصود ہے۔ یہ ذکر نہیں کہ صحابہ کرام نے بھی جنازہ نہیں پڑھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ پڑھانا اور دوسروں کا نماز جنازہ پڑھانا یکساں نہیں۔ یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ ایسا شخص تائب نہ ہوسکے گا یا اس کی توبہ قبول نہ ہوسکے گی، کیونکہ توبہ تو ہر عاصی بلکہ کافر کی بھی قبول ہوسکتی ہے۔

صاحب رد المحتار کا یہ قول بالکل صحیح اور بجا ہے۔ ایک شخص جو مسلمان ہے اور جس کی تکفیر کے لیے واضح وافر وجوہ موجود نہیں ہیں، اُسے اس عام حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا جو ہر مسلمان کے لیے نصوص شرعیہ سے ثابت ہے اور حدیث میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق بیان فرمائے گئے ہیں ان میں اس کا جنازہ پڑھنا بھی شامل ہے۔ پھر جس معاشرے سے ہمیں سابقہ درپیش ہے، اُسے بھی نگاہ میں رکھنا چاہیے۔ اس میں بیشمار ایسے لوگ ہیں جو نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج جیسے فرائض کے تارک ہیں۔ قاتل، شراب خوار، زناکار اور مرتکب کبائر ہیں۔ ان سب کا جنازہ پڑھ لینا اور صرف خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہ پڑھنا اور دوسروں کو اس سے روکنا عجیب چیز ہے۔ بلاشبہ اگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف حکم دے دیا ہوتا کہ خودکشی

کرنے والے یا فلاں دوسرے کبیرہ گناہ کرنے والے کا جنازہ کوئی مسلمان نہ پڑھے تو ہم ہرگز اس کی خلاف ورزی کی جسارت نہ کرتے۔ لیکن ایسی واضح ممانعت کی عدم موجودگی میں صحیح اور تحقیقی قول اور محتاط عمل یہی ہو سکتا ہے کہ ہم کسی شخص کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہتے تو نہ پڑھیں لیکن جو شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں اُس کے جنازہ کی ممانعت کا فتویٰ نہ دیں اور دوسروں کو اس کا جنازہ پڑھنے سے نہ روکیں۔

جو مسلمان کفار سے قتال کرتا ہوا جامِ شہادت نوش کرتا ہے، اس کے متعلق بھی حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ اس کا جنازہ پڑھنا واجب ہے لیکن متعدد دیگر ائمہ فقہا و محدثین کے نزدیک اس کا جنازہ نہیں پڑھا جائے گا اور اسے غسل بھی نہیں دیا جائے گا بلکہ ایسے شہید کو خون آلود کپڑوں ہی میں دفن کر دیا جائے گا۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں تامل نہیں ہے کہ اس دوسرے مسلک کے حق میں صحیح تر احادیث موجود ہیں، اگرچہ احناف کے حق میں بھی روایات ملتی ہیں۔ بہرکیف شہید کا معاملہ خاص ہے جس پر کسی دوسرے مرنے والے بالخصوص خودکشی کرنے والے کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ شہید کے پہلے قطرۂ خون کے ساتھ اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جیسا کہ حدیث نبوی میں تصریح ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مقتول فی سبیل اللہ کی تعظیم و تشریف اور اس کی یقینی مغفرت کے پیش نظر اُسے جنازہ سے مستثنیٰ رکھا گیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

میری اس بحث کا یہ مطلب ہرگز نہ سمجھا جائے کہ میں خودکشی کو ایک معمولی لغزش سمجھتا ہوں۔ خودکشی بہرحال قتلِ نفس اور ایک کبیرہ گناہ ہے۔ احادیث صحیحہ میں اس پر جہنم کی وعید مذکور ہے اور آنحضورؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس آلۂ قتل سے کوئی شخص اپنی جان لیتا ہے، دوزخ میں وہی اس کے لیے آلۂ عذاب بن کر اس پر دائماً مسلط کر دیا جاتا ہے جس کے ذریعے سے وہ بار بار خودکشی کی ناکام کوشش کرتا رہتا ہے۔ یہ فعل انتہائی بزدلی اور اپنے اللہ سے بدگمانی اور ناشکری پر دلالت کرتا ہے جو ایک مسلمان کے لیے کسی حال میں جائز نہیں۔ ایک انسان اپنی جان کا خود خالق و مالک نہیں کہ جب چاہے، جس طرح چاہے، اُسے ضائع کر دے۔ تاہم ایسا بدنصیب شخص اگر مسلمان ہے تو اس کا جنازہ میرے نزدیک جائز ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرما دے خواہ سزا کے بعد ہی معافی کی نوبت آئے۔